1A

تفسیر ابنِ کثیر جلد اول

تالیف

مفسرِ قرآن حضرت امام حافظ عماد الدین ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ اہتمام: ادارہ ضیاء المصنفین ، بھیرہ شریف

مترجمین

علامہ محمد اکرم الازہری، علامہ محمد سعید الازہری

علامہ محمد الطاف حسین الازہری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور — کراچی — پاکستان

نام کتاب	تفسیر ابن کثیر جلد اول
مفسر	حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ متن	ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
مترجمین	علامہ محمد اکرم الازہری، علامہ محمد سعید الازہری
	علامہ محمد الطاف حسین الازہری
	من علماء دار العلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف
زیر نگرانی	قاری اشفاق احمد خان، محمد انور سعید
اشاعت	اپریل 2004ء
تعداد	ایک ہزار
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
کمپیوٹر کوڈ	1Z385

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون: 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- zquran@brain.net.pk

پہاڑ کو سونے کا بنا دے۔ پھر ہم اس سونے سے گھوڑے اور ہتھیار خریدیں گے۔ آپ پر ایمان لے آئیں گے اور آپ کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے۔ آپ نے فرمایا کیا یہ تمہارا پکا وعدہ ہے۔ میری دعا پر اگر اللہ تعالیٰ نے اسے سونے کا بنا دیا تو مجھ پر ایمان لے آؤ گے۔ انہوں نے کہا ہمارا وعدہ پکا ہے۔ آپ نے اپنے رب کے حضور دعا کی، حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کر لی ہے۔ لیکن اگر یہ لوگ آپ پر ایمان نہ لائے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایسا عذاب نازل فرمائے گا جو اس نے آج تک کسی پر نازل نہیں فرمایا۔ یہ سن کر آپ نے عرض کی: اے باری تعالیٰ! میری قوم کو میرے سپرد کر دے۔ میں انہیں ہر روز تیرے دین کی دعوت دیتا رہوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ ایک روایت کے یہ بھی الفاظ ہیں کہ وہ صفا پہاڑ کے متعلق کیسا سوال کرتے ہیں حالانکہ وہ اس سے بڑی بڑی نشانیاں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں جب مدینہ طیبہ میں یہ آیت کریمہ: اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ نازل ہوئی تو کفار مکہ کہنے لگے ایک خدا تمام لوگوں کا نظام کیسے چلائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ اس سے وہ جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے وہی ہر چیز کا خالق، مالک اور معبود ہے۔ ایک روایت حضرت ابوضحیٰ سے منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ نازل ہوئی تو مشرکین نے اس پر دلیل کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَ لَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾

"اور کچھ لوگ وہ ہیں جو بناتے ہیں اوروں کو اللہ کا مدمقابل محبت کرتے ہیں ان سے جیسے اللہ سے محبت کرنا چاہیے اور جو ایمان لائے ہیں وہ سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں اللہ سے اور کاش! (اب) جان لیتے جنہوں نے ظلم کیا (جو وہ اس وقت جانیں گے) جب (آنکھوں سے) دیکھ لیں گے عذاب کہ ساری قوتوں کا مالک اللہ ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے (خیال کرو) جب بیزار ہو جائیں گے وہ جن کی تابعداری کی گئی ان سے جو تابعداری کرتے رہے اور دیکھ لیں گے عذاب کو اور ٹوٹ جائیں گے ان کے تعلقات اور کہیں گے تابعداری کرنے والے کاش! ہمیں لوٹ کر جانا ہوتا (دنیا میں) تو ہم بھی بیزار ہو جاتے ان سے جیسے وہ (آج) بیزار ہو گئے ہیں ہم سے یونہی دکھائے گا انہیں اللہ تعالیٰ ان کے (برے) اعمال کہ باعث پشیمانی ہوں گے ان کے لیے اور وہ (کسی صورت میں) نہ نکل پائیں گے آگ (کے عذاب) سے"۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ: یہاں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دنیاوی احوال اور اخروی انجام کا ذکر کیا ہے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسری چیزوں کو اس کا شریک اور مدمقابل بنا لیا ہے۔ وہ ان کی عبادت کرتے ہیں اور ان کے ساتھ اس طرح محبت کرتے ہیں جس

تفسیر ابن کثیر جلد دوم

تالیف

مفسر قرآن حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

علامہ محمد اکرم الازہری، علامہ محمد سعید الازہری
علامہ محمد الطاف حسین الازہری

زیر اہتمام: ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ۔ کراچی ۔ پاکستان

چاند کتاب محل ڈسکہ

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ إِلَيْكَ..... ان میں سے بعض ایسے ہیں جو آپ کی طرف کان لگا کر سنتے ہیں، لیکن یہ ان کے لئے ذرا بھی مفید نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں تا کہ وہ قرآن کو سمجھ ہی نہ سکیں اور ان کے کانوں میں گرانی ہے جس کے باعث وہ نفع رساں سماعت سے محروم ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً (البقرہ: 171)۔

وَإِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا..... جس قدر بھی دلائل و براہین اور آیات و بینات دیکھ لیں پھر وہ بھی ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ وہ عقل سے عاری ہیں اور انصاف سے کوسوں دور۔ جیسا کہ فرمان ہے: وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ (الانفال: 23)۔

حَتّٰٓى إِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ..... جب وہ آپ کے پاس حجت بازی اور حق کے معاملہ میں فضول مناظرہ کے لئے آتے ہیں تو وہ کافر کہہ دیتے ہیں کہ یہ (قرآن) تو پہلے لوگوں کے افسانے ہیں، یہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے بلکہ پہلی کتابوں سے ماخوذ اور منقول ہے، وہ نہ صرف لوگوں کو نبی کریم ﷺ سے روکتے ہیں بلکہ خود بھی دور دور رہتے ہیں۔

يَنْهَوْنَ کی تفسیر میں دو قول ہیں: 1۔ وہ لوگوں کو اتباع حق، تصدیق رسول اور اطاعت قرآن سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے ہیں، گویا دو افعال قبیحہ کا ارتکاب کرتے ہیں، نہ خود استفادہ کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو استفادہ کرنے دیتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے سے دور رکھتے ہیں (1)۔

2۔ لوگ نبی کریم ﷺ کو اذیت پہنچاتے تو آپ ﷺ کے چچا ابوطالب لوگوں کو اذیت رسانی سے منع کرتے۔ انہیں کے بارے میں یہ آیت اتری اور یہی يَنْهَوْنَ کا مفہوم ہے (2)۔ سعید بن ابی ہلال کہتے ہیں کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کے چچاؤں کے بارے میں اتری ان کی تعداد دس تھی، بظاہر وہ آپ ﷺ کے بڑے غمخوار اور ہمدرد تھے لیکن مخفی طور پر سب سے زیادہ مخالف تھے، یہ سب قتل نبی ﷺ سے لوگوں کو روکتے تھے لیکن خود ایمان کی دولت سے محروم تھے۔

وَإِنْ يُّهْلِكُوْنَ إِلَّآ أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ وہ لاشعوری طور پر اس کرتوت کے ذریعے اپنی ہی ہلاکت کا سامان کر رہے ہیں اور اس کا وبال انہی پر پڑنے والا ہے۔

وَلَوْ تَرٰٓى إِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالُوْٓا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓى إِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۖ قَالَ أَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۖ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۖ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾

"اور اگر آپ دیکھیں جب وہ کھڑے کئے جائیں گے آگ پر تو کہیں گے اے کاش! (کسی طرح) ہم لوٹا دیئے جائیں تو (پھر) نہیں جھٹلائیں گے اپنے رب کی نشانیوں کو اور ہم ہو جائیں گے ایمانداروں سے بلکہ عیاں ہو گیا ان پر جسے چھپایا

1۔ تفسیر طبری، جلد 7، صفحہ 172 2۔ تفسیر طبری، جلد 7، صفحہ 173، مستدرک حاکم، تفسیر سورۃ انعام، جلد 2، صفحہ 315

تفسیر ابن کثیر جلد سوم

تالیف

مفسر قرآن حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

علامہ محمد اکرم الازہری، علامہ محمد سعید الازہری
علامہ محمد الطاف حسین الازہری

زیر اہتمام: ادارہ ضیاء المصنفین ۰ بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور کراچی پاکستان

چاند کتاب محل ڈسکہ

ہے: وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ (مریم:21) " اور (مقصد یہ ہے کہ) ہم اسے لوگوں کیلئے اپنی نشانی بنائیں"۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں "الْعٰلَمِيْنَ" سے مراد جن وانس ہیں۔

إِنَّ هٰذِهٖٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٩٢﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۖ كُلٌّ إِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَإِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿٩٤﴾

" (اے ان انبیاء کو ماننے والو)، یہی (توحید) تمہارا دین ہے جو ایک دین ہے۔ اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس میری بندگی کیا کرو۔ مگر لوگوں نے پارہ پارہ کر ڈالا اپنے دین کو آپس میں (آخرکار) سب ہماری طرف ہی لوٹنے والے ہیں۔ پس جو شخص کرتا رہا کوئی نیک کام بشرطیکہ وہ مومن ہو تو رائیگاں نہیں جانے دیا جائے گا اس کی کوشش کو۔ اور ہم اسکے لئے (اس کے عملوں کو) لکھنے والے ہیں"۔

حضرات ابن عباس، مجاہد، سعید بن جبیر اور عبدالرحمن بن زید فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں "امۃ" سے مراد دین ہے یعنی تمہارا دین ایک دین ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ لوگوں کیلئے وہ چیزیں بیان فرما رہا ہے جن سے انہیں احتراز کرنا ہے اور جنہیں بجالانا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارا طریقہ ایک ہی طریقہ ہے یعنی یہ تمہاری شریعت ہے جسے میں نے واضح طور پر تمہارے لیے بیان کر دیا ہے۔ "هٰذِهٖ"، "اِنَّ" کا اسم ہے اور "امتکم" اس کی خبر۔ "امۃ واحدۃ" حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے۔ فرمایا: وَأَنَا رَبُّكُمْ اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا: يٰٓأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ... وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ (المومنون:52-51) " اے پیغمبر! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے عمل کرو۔ میں تمہارے اعمال سے خوب واقف ہوں اور یہی تمہارا دین ہے، وہ ایک ہی ہے اور میں تمہارا رب ہوں، مجھ سے ڈرو"۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "ہم گروہ انبیاء علاتی بھائی ہیں، ہمارا دین ایک ہے"(1)۔ یعنی شریعتیں اگرچہ مختلف تھیں لیکن ہر ایک کا مقصود اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت ہے جیسا کہ فرمایا: لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا (المائدہ:48) " ہم نے تم میں سے ہر ایک کیلئے بنائی ہے ایک شریعت اور عمل کی راہ"۔ اس کے بعد فرمایا: وَتَقَطَّعُوْٓا یعنی امتیں اپنے رسولوں کے بارے میں دو حصوں میں بٹ گئیں، کچھ نے ان کی تصدیق کی اور کچھ ان کی تکذیب کرنے لگے، اس لئے فرمایا: كُلٌّ إِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ، یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کے اچھے برے اعمال کی جزا دے گا، اس لئے فرمایا: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ اس طرح ایک اور جگہ فرمایا: إِنَّا لَا نُضِيْعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا (الکہف:30) " ہم ضائع نہیں کرتے کسی کا اجر جو عمدہ کام کرتا ہے"۔ یعنی کسی کا عمل اکارت نہیں جائے گا بلکہ اس کی قدر کی جائے گی اور ذرہ بھر بھی کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا اس لئے فرمایا: وَإِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ یعنی تمام اعمال لکھ کر محفوظ کیے جا رہے ہیں اور ان میں سے کوئی عمل ضائع نہیں ہوگا۔

وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنٰهَآ أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٩٥﴾ حَتّٰٓى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوْجُ وَمَأْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِيْنَ

1۔ فتح الباری، کتاب الانبیاء، جلد 6 صفحہ 477-478

كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝

"اور ناممکن ہے اس بستی کے لئے جس کو ہم نے برباد کر دیا کہ اسکے باشندے پھر لوٹ کر آئیں۔ یہاں تک کہ جب کھول دیئے جائیں گے یاجوج اور ماجوج اور وہ ہر بلندی سے بڑی تیزی کے ساتھ نیچے اترنے لگیں گے۔ (تب معلوم ہوگا کہ) قریب آگیا ہے سچا وعدہ تو اس وقت تاڑے لگ جائیں گی نظریں ان لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا تھا۔ (کہیں گے) صد حیف! ہم تو غافل رہے اس امر سے بلکہ ہم تو ظالم تھے"۔

حضرت ابن عباس اس آیت وَحَرٰمٌ - کا یہ مفہوم بتاتے ہیں کہ ہلاک شدہ بستی کے باشندوں کا ہلاکت کے بعد دنیا کی طرف نہ لوٹنا ضروری اور مقدر کر دیا گیا ہے۔ ایک اور روایت میں آپ رضی اللہ عنہ لَا يَرْجِعُوْنَ کا یہ معنی بتاتے ہیں کہ وہ توبہ نہیں کریں گے لیکن پہلا قول زیادہ واضح ہے۔ اس کے بعد فرمایا: حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ.... ہم پہلے یہ بیان کر چکے ہیں کہ یاجوج ماجوج نسل آدم علیہ السلام سے ہیں بلکہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کی اولاد سے ہیں جن سے ترک نسل چلی اور یہ بھی انہی کا ایک گروہ ہے، انہیں اس دیوار کے پیچھے چھوڑ دیا گیا جس کی تعمیر ذوالقرنین نے کی تھی اور کہا تھا: هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّاۗءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۝ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ (الکہف:98-97)۔ "یہ میرے رب کی رحمت ہے اور جب میرے رب کا وعدہ آ جائے گا تو وہ اسے ریزہ ریزہ کر دے گا اور اس دن ہم بعض کو واگزار کر دیں گے کہ وہ دوسروں میں گھس جائیں گے" اور یہاں فرمایا: حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ - حدب کا معنی ہے اونچی جگہ۔ وہ قیامت کے قریب ہر اونچی جگہ سے نکل کر زمین میں فساد برپا کر دیں گے۔ ان کے خروج کی حالت اس طرح بیان ہو رہی ہے گویا سامع اپنی آنکھوں سے اس چیز کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ یہ اس ذات کی طرف سے خبر دی جا رہی ہے جو ماضی، حال اور مستقبل کی ہر چیز سے واقف ہے اسے تمام غیبی چیزوں کا علم ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کچھ لڑکوں کو کھیلتے ہوئے اور ایک دوسرے کے اوپر اچھلتے کودتے دیکھا تو فرمایا کہ یاجوج ماجوج اسطرح نکلیں گے(1)۔ متعدد احادیث میں ان کے خروج کا ذکر موجود ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یاجوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا تو وہ لوگوں پر اس طرح چڑھ دوڑیں گے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ہر اونچی جگہ سے تیزی کے ساتھ اترتے چلے جائیں گے۔ وہ نکل کر لوگوں پر چھا جائیں گے۔ مسلمان ان سے دور اپنے شہروں اور قلعوں میں سمٹ جائیں گے اور اپنے جانور بھی ساتھ لے جائیں گے۔ یاجوج ماجوج زمین کا سارا پانی چٹ کر جائیں گے۔ ان کی یہ کیفیت ہوگی کہ ان میں سے بعض نہر کے پاس سے گذریں گے اور اس کا سارا پانی پی کر اسے خشک بنا چھوڑیں گے یہاں تک کہ جب ان کے بعد دوسرا ٹول اس نہر سے گذرے گا تو کہے گا کہ کسی زمانے میں یہاں پانی ہوگا۔ جب قلعوں اور شہروں میں پناہ گزین مسلمانوں کے سوا کوئی نہیں بچے گا تو یہ کہیں گے کہ ہم زمین والوں سے تو فارغ ہو گئے۔ اب آسمان والے باقی رہ گئے ہیں، پھر ان میں سے ایک اپنا نیزہ گھما کر آسمان کی طرف پھینکے گا تو وہ خون سے آلودہ ہو کر نیچے گرے گا، یہ ایک آزمائش ہوگی۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کی گردنوں میں کیڑے رینگنے لگیں گے، اس وبا سے وہ سبھی مر جائیں گے اور ان کی آواز سنائی نہیں دے گی۔ مسلمان کہیں گے کہ کوئی ایسا شخص ہے جو ہماری خاطر اپنی جان خطرہ میں ڈال کر جائے اور دیکھ کر آئے کہ یہ دشمن کس حال میں ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص خود کو مقتول سمجھتے ہوئے صرف اللہ تعالیٰ کے واسطے ان کی طرف نکل کھڑا ہوگا۔ جب

1۔ تفسیر طبری، جلد 17 صفحہ 88

کی مشیت کے خلاف کرنے والے کون ہیں۔ یہ جو تم ہمیں حکم دے رہے ہو کہ ان مسکینوں پر خرچ کرو، اس میں تم واضح غلطی پر ہو۔ ابن جریر کے بقول اس بات کا احتمال ہے کہ اس فرمان اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ کے مخاطب کفار ہوں۔ اہل ایمان کے ساتھ مناظرہ کے دوران جب کفار نے مذکورہ بالا ہرزہ سرائی کی تو جواب میں اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ فرمایا کہ تم کھلی گمراہی میں ہو(1)۔ لیکن یہ احتمال محل نظر ہے۔

وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَ هُمْ یَخِصِّمُوْنَ ۝ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّ لَاۤ اِلٰۤى اَهْلِهِمْ یَرْجِعُوْنَ ۝

"اور کافر کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو (تو اس وقت مقررہ کو بتادو) یہ (نابکار) نہیں انتظار کر رہے مگر اس ایک گرج کا جو (اچانک) انہیں دبوچ لے گی جب وہ بحث مباحثہ کر رہے ہوں گے۔ پس نہ وہ (اس وقت) کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کر آسکیں گے"۔

کفار وقوع قیامت کو محال سمجھتے ہوئے کہتے کہ یہ وعدہ کب پورا ہو گا اور کب قیامت قائم ہوگی۔ جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا یَنْظُرُوْنَ ۔ یعنی انہیں صرف ایک گرج کا انتظار ہے جو انہیں دبوچ لے گی جبکہ وہ بحث مباحثہ کر رہے ہوں۔ صیحۃ (گرج) سے مراد صور ہے۔ جب صور پھونکا جائے گا تو ہر چیز پر وحشت اور گھبراہٹ طاری ہو جائے گی۔ لوگ بازاروں میں اور کاروباری مقامات پر حسب معمول بحث مباحثہ کر رہے ہوں گے اور روزمرہ کے امور انجام دے رہے ہوں گے کہ اسی اثناء میں حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے صور پھونک دیں گے جو کافی دیر جاری رہے گا۔ روئے زمین پر ہر ایک اپنے کان کھڑے کر لے گا اور آسمان سے آنے والی اس ہولناک آواز کو غور سے سنے گا، پھر لوگوں کو میدان محشر کی طرف لے جایا جائے گا اور آگ انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوئی ہوگی۔ اس نازک اور خوفناک صورتحال میں اتنی مہلت بھی نہیں ہوگی کہ وہ وصیت کر سکیں اور نہ انہیں اپنے گھر والوں کی طرف واپس لوٹایا جائے گا۔ اس آیت کے متعلق بہت سے آثار اور احادیث وارد ہوئے ہیں جنہیں ہم نے کسی دوسرے مقام پر بیان کر دیا ہے(2)۔ اس پہلے نفخہ کے بعد دوسرا نفخہ ہوگا جس کے سبب اس حی و قیوم ذات کے سوا ہر ایک مر جائے گا۔ اس کے بعد تیسرا نفخہ ہوگا جس سے سب دوبارہ جی اٹھیں گے۔

وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ ۝ قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ٜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝ فَالْیَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْــٴًـا وَّ لَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

"اور (دوبارہ جب) صور پھونکا جائے گا تو فوراً وہ اپنی قبروں سے نکل نکل کر اپنے پروردگار کی طرف تیزی سے جانے لگیں گے (اس وقت) کہیں گے ہائے ہم برباد ہو گئے! کس نے ہمیں اٹھا کھڑا کیا ہے ہماری خوابگاہ سے۔ (آواز آئے گی) یہ وہی ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ فرمایا تھا اور سچ کہا تھا (اس کے) رسولوں نے۔ نہیں ہوگی مگر ایک زوردار کڑک، پھر وہ فوراً سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیے جائیں گے۔ پس آج نہیں ظلم کیا جائے گا کسی پر ذرہ بھر اور نہ ہی بدلہ دیا جائے گا

1۔ تفسیر طبری، جلد 23، صفحہ 13

2۔ دیکھئے تفسیر سورۃ الانعام: 73، تفسیر سورۃ نمل: 87

فرماتے ہیں: ”قیامت کے دن کچھ مسلمان پہاڑوں جیسے گناہ لے کر آئیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے گناہ بخش دے گا اور انہیں یہود و نصاریٰ پر ڈال دے گا“ (1)۔ ایک اور روایت میں آپ ﷺ فرماتے ہیں: ”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی دے گا اور فرمایا جائے گا کہ یہ جہنم سے تمہارا فدیہ ہے“۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے راوی حدیث حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ کو تین مرتبہ قسم دی تو انہوں نے قسم اٹھا کر کہا کہ یہ واقعی حدیث ہے (2)۔ یہ آیت ان آیات کی طرح ہے: تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا (مریم:63) ”یہ وہ جنت ہے جس کا ہم اسے وارث بنائیں گے جو ہمارے بندوں سے متقی ہوگا“۔ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (الزخرف:72) ”اور یہی وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو ان اعمال کے باعث جو تم کیا کرتے تھے“۔ مجاہد اور سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ رومی زبان میں باغ کو فردوس کہتے ہیں۔ کسی سلف کا کہنا ہے کہ باغ کو فردوس اس وقت کہتے ہیں جب اس میں انگور ہوں (3)۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿١٢﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿١٣﴾ ثُمَّ
خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا
ثُمَّ أَنْشَأْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿١٤﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿١٥﴾
ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿١٦﴾

”اور بے شک ہم نے پیدا کیا انسان کو مٹی کے جوہر سے۔ پھر ہم نے رکھا اسے پانی کی بوند بنا کر ایک محفوظ مقام میں۔ پھر ہم نے بنا دیا نطفہ کو خون کا لوتھڑا پھر ہم نے بنا دیا اس لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی پھر ہم نے پیدا کر دیں اس بوٹی میں ہڈیاں، پھر ہم نے پہنا دیا ان ہڈیوں کو گوشت۔ پھر (روح پھونک کر) ہم نے اسے دوسری مخلوق بنا دیا۔ پس بڑا بابرکت ہے اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ پھر یقیناً ان مرحلوں سے گزرنے کے بعد تم مرنے والے ہو۔ پھر بلاشبہ تمہیں روز قیامت (قبروں سے) اٹھایا جائے گا“۔

انسانی تخلیق کی ابتدا کے متعلق بتایا جا رہا ہے کہ آدم علیہ السلام کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا گیا۔ یہ مٹی کیچڑ تھی اور بجنے والی تھی اس کے بعد مادہ منویہ اولاد آدم کی اصل ٹھہرا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ کا معنی بتاتے ہیں صاف پانی اور قتادہ اس سے مراد منی آدم لیتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے ہوئی، اس لئے انہیں طین (مٹی) کہا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام مشت خاک سے پیدا کیے گئے۔ یہی معنوی لحاظ سے موزوں اور ظاہر کے زیادہ قریب ہے جیسا کہ فرمایا: وَمِنْ اٰيٰتِهٖ أَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ (الروم:20) ”اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر تم اچانک بشر بن کر (زمین میں) پھیل رہے ہو“۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی خاک سے پیدا کیا جو تمام زمین سے لی تھی اس لئے اولاد آدم اس اعتبار سے مختلف ہے۔ کوئی ان میں سے سرخ ہے، کوئی سفید، کوئی سیاہ، کوئی اور رنگ کا، کوئی بد، کوئی نیک اور کوئی ان کے بین بین“ (4)۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً میں ضمیر مفعول کا مرجع جنس

1۔ صحیح مسلم، کتاب التوبہ، جلد 4 صفحہ 2120 2۔ صحیح مسلم، کتاب التوبہ، جلد 4 صفحہ 2119 3۔ المعرب للجوالیقی، 288-289
4۔ سنن ابی داؤد، کتاب السنہ، جلد 4 صفحہ 222، مسند احمد، جلد 4 صفحہ 400-406 وغیرہ